حضرت محمد ﷺ کی اردو زبان میں سیرت نگاری کے ارتقائی سفر کا جائزہ

The Analysis of Evolutionary Journey of Last Prophet Muhammad' Biography in Urdu

Tasadduq Mahmood
PhD Scholar, Islamic Studies Department, Punjab University, Lahore:mahmoodtasadduq1982@gmail.com
Asim Naeem (PhD)
Assistant Prof. Islamic Studies Department, Punjab University, Lahore:asimnaeem.is@pu.edu.pk

Abstract

Allah started the chain of Prophets from Hazrat Adam in order to improve human life and this chain reached the last Prophet Hazrat Muhammad. These Prophets brought revolutionary changes in human ethics, civilization and society. But the last Prophet introduced such a revolution in practical civilization and morals, as well as in academic civilization and academic values, that his blessed life became the fountainhead of sciences and arts. Biography (Seerah) is an endless ocean because it is not just a biography of a personality but a culture, it is a very interesting and useful story of the beginning and evolution of a civilization and a divine message. A history was made in the sub-continent regarding biography. Although there was no work on biography for a long time since the beginning of Islam in the sub-continent, but this deficiency has been remedied in the past two centuries. Residents of subcontinent have played the most role in highlighting Seerah. The total age of Urdu biography is less than a century. But due to its rarity, innovative aspects, excellent style and attractiveness, it has a status superior to the capital biography of ancient languages. The evolution of sources of biography, is thematic analysis and traditional criticism.

Keywords:*Urdu Seerat, Last Prophet Muhammad, evolution*

برصغیر جس کے لیے موزوں ترین ترکیب برعظیم ہے میں سیرت پر کما حقہ کام ہوا ہے۔ دور جدید سے قبل اس خطے کے اہل علم نے سیرت پر جس قدر کام کیا وہ پوری دنیا کے لیے قابل رشک بن گیا۔ سیرت اور دیگر علوم کے

حوالے سے بر عظیم کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور عربوں کا جس میں سندھ اور اس کے ملحقہ علاقے فتح ہوئے۔ دوسرا دور ترک حملہ آوروں کا ہے جو سلاطین دہلی اور مغل بادشاہوں کا دور ہے۔ تیسرا دوران متاخر مغلوں کا ہے جس میں حکومت انگریزوں کے ہاتھ آ گئی۔ چوتھا دور جنگ آزادی کا ہے کہ جب باقاعدہ حکومت انگریزوں کے ہاتھ میں چلی گئی اور پانچواں دور بیسویں صدی کا نصف اول ہے۔

بر عظیم میں سیرت نگاری کے ادوار

جنگ آزادی سے قبل اور بعد میں بالخصوص اردو سیرت نگاری کو فروغ حاصل ہوا ہر زبان کی طرح اردو کا آغاز بھی نظم سے ہوا لہذا سیرت نگاری بھی نظم کی شکل میں شروع ہوئی۔ قدیم اردو میں سیرت النبی کا زیادہ مواد منظوم ملتا ہے کیونکہ ابتداء میں نثر سے زیادہ دلچسپی نظم میں پائی جاتی تھی۔ لہذا بر صغیر پاک و ہند میں ایسی نظمیں لکھی گئیں جو آنحضرت ﷺ کی حیات مقدسہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔ نظم کے انداز میں لکھی جانے والی سیرت کو ابتداءً نامہ کے لاحقے کے ساتھ لکھا جاتا رہا، اسی وجہ سے معراج نامے، وفات نامے، میلاد نامے، شمائل نامے اور نور نامے لکھے گئے۔ ڈاکٹر رفعیہ سلطانہ اپنی کتاب اردو نثر کا آغاز و ارتقاء میں لکھتی ہیں۔ اردو سیرت نگاری کی ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو زیادہ تر نظمیہ انداز میں بیان کیا گیا۔[1] نظم کے رنگ میں لکھی جانے والی سیرت طیبہ کا مختصر تعارف یہاں حسب ذیل ہے۔

منظوم سیرت نگاری کی اقسام

منظوم سیرت نگاری کی مندرجہ ذیل بنیادی اقسام ہیں۔

معراج نامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ معراج پر روشنی ڈالتا ہے، اکثر معراج نامے شب معراج کے واقعات پر منظم شکل میں روشنی ڈالتے ہیں۔ وفات نامہ وہ نظم کہلاتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ارتحال کا ذکر ہو۔ نیز اس میں آپ کی علالت، شدت مرض، غسل اور تجہیز و تکفین کا تفصیلی ذکر ہوتا ہے۔ میلاد ناموں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق اشعار ہوتے ہیں۔ بیشتر میلاد ناموں میں پیدائش سے لے کر وفات تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ ایسی منظوم سیرت جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صفات اور حسن و خوبی کو بیان کیا جاتا ہے۔ شمائل نامہ کہلاتی ہے۔ شمائل ناموں کا ماخذ صحیحین کے علاوہ شمائل ترمذی ہیں نیز ان

[1]۔ ڈاکٹر رفعیہ سلطانہ، اردو نثر کا آغاز وارتقاء، (انیسویں صدی کے اوائل تک) ریڈر اردو، جامعہ عثمانیہ، صفحہ 443

میں حضور کے حلیہ مبارک کے علاوہ عادات و خصائل اور اخلاق نبی ﷺ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ایسی نظم نور نامہ کہلاتی ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا ذکر ہو بالخصوص اس میں حدیث نور کا تذکرہ اس انداز سے کیا جاتا ہے کہ تمام اشیاء کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالی نے اپنے نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔علاوہ ازیں اس میں نورانیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس اگر اردو نثر کا جائزہ لیا جائے تو اردو نثر کے ارتقائی سفر میں سیرت رسول ﷺ پر مبنی کتب تاخیر سے شامل ہوئیں۔کیونکہ اردو میں ان منظوم کتب سیرت ﷺ کا حصہ گیارہویں صدی ہجری میں شامل ہو گیا تھا لیکن نثر کی ابتداء تیرہویں صدی ہجری میں ہوئی۔حامد حسن قادری داستان تاریخ اردو اردو کی تاریخ کے متعلق لکھتے ہیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ دہلی اور تمام شمالی ہند میں اردو زبان کی ابتداء گیارہویں صدی عیسوی سے لے کر اٹھارہویں صدی عیسوی کے آغاز تک کسی مستقل تصنیف نثر یا نظم، مطبوعہ یا غیر مطبوعہ، موجود یا مفقود کا پتہ نہیں چلتا۔سوائے اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ نثر اور افضل جھنجھانوی کی مثنوی کے۔[2]

دکن میں اردو زبان کی ترویج اور فروغ

دکن میں اردو زبان کا فروغ علماء اور صوفیاء کی کوششوں کی مرہون منت ہے جنہوں نے اسے تبلیغ و تعلیم کا ذریعہ بنایا۔اس لیے اس عہد میں جو بھی نثری نمونے موجود ہیں ان میں سے اکثر مذہبی موضوعات پر مشتمل ہیں۔خواجہ بندہ نواز، گیسودراز، شاہ میراں جی، شاہ برہان الدین، شاہ امین الدین، مولانا عبداللہ اور میراں یعقوب کی کتابیں تصوف ،اخلاق اور شرعی مسائل پر مشتمل ہیں۔دکن پر مغلوں کے قبضے کے بعد بھی اردو نظم و نثر میں تصانیف کا سلسلہ جاری رہا لیکن نظم کے مقابلے میں نثر کی تعداد کم رہی۔مغلوں کے دور زوال کے ساتھ نثر میں کتب سیرت لکھنے کا آغاز ہوا۔ باقر آگاہ نے ریاض السیر اور قاضی بدرالدولہ نے فوائد بدریہ لکھ کر سیرت پر کتب لکھنے کا رواج ڈالا۔

---

[2] ۔ قادری، حامد حسن، داستان تاریخ اردو، کراچی، اردو اکیڈمی، 1966، صفحہ 36

اردو نثر کا ارتقائی سفر

اس عہد میں شاہ اسماعیل(1779-1831)[3] نے جو شاہ عبد الغنی کے بیٹے اور شاہ ولی اللہ (1703-1762) کے پوتے تھے اپنے مذہبی عقائد کی توضیح کے لیے کتابیں لکھیں لیکن شہرت دوام تقویہ الایمان کو حاصل ہوئی۔ شیخ محمد اکرام موج کوثر میں تقویہ الایمان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔انہوں (شاہ اسماعیل) نے اردو میں اس وقت کتاب لکھی جب اس زبان کو ابھی گھٹنوں چلنا نہیں آتا تھا۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں جب اردو نثر میں گنتی کی کتابیں تھیں ایک صاحب کمال نے اس میں کیا جادو بھر دیا اور اس کی مدد سے اپنے خیالات کو کتنی خوبی سے ادا کیا۔[4]

اس سے پہلے اور بھی کئی افراد کے نام ملتے ہیں جنھوں نے اردو نثر کے ارتقاء میں حصہ لیا مثلاً محمد حسین کلیم نے فصوص الحکم کا اردو میں پہلا ترجمہ کیا۔ حکیم شریف خان نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ شاہ عبد القادر[5] سے بھی بیس سال پہلے کیا۔ سید انشاء خان نے رانی کتیکی کی کہانی اور دریائے لطافت لکھیں۔ مرزا رجب علی بیگ سرور نے فسانہ عجائب لکھی، محمد بخش مہجور نے داستان نو رتن لکھی۔ یہ تمام لوگ اردو زبان کے محسن ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر کا دائرہ کار اردو کا داستانی ادب ہے۔[6] ڈاکٹر سید شاہ علی اس دور کی مذہبی سوانح عمریوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنی کتاب اردو میں سوانح نگاری میں سوانح نگاری کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مذہبی سوانح عمریوں میں سب سے پہلے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرتوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان میں ایک قسم ان قدیم وضع کی تصانیف کی ہے جو عربی وفارسی تصانیف کے انداز پر ہیں یا ان سے ماخوذ ہیں یا ان سے ترجمہ کی گئی ہیں۔ دوسری وہ قسم ہے جو سر سید کی مذہبی تصانیف کے رنگ پر ہیں جو عیسائی مشنریوں کے اعتراضات اور سائنس کے حملوں کے مد نظر عقلی اصولوں کے تحت لکھی گئیں لیکن یہ کم ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جس میں پیغمبر

---

[3] ۔آپ سکھوں کے خلاف لڑائی میں شریک ہونے سے قبل جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر ہر جمعہ کو واعظ دیا کرتے تھے۔ تقویہ الایمان کا پہلا باب بیان توحید اور شرک کے متعلق اور دوسرا بدعت کے خلاف اتباع سنت کی تائید میں ہے۔اس کے علاوہ صراط مستقیم اور یک روزی معروف کتب ہیں۔

[4]۔ محمد اکرام، شیخ، موج کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، صفحہ 38

[5] ۔ شاہ عبدالقادر نے قرآن کریم کا ترجمہ موضح القرآن کے نام سے کیا۔

[6]۔ قادری، حامد حسن، داستان تاریخ اردو، کراچی، اردو اکیڈمی، 1966، صفحہ 229

اسلام ﷺ کی شخصیت اور کارناموں پر روشنی ڈالنے کی سعی کی گئی ہے جن کو تبصرہ جاتی کہا جاتا ہے اس قسم میں بعض ایسی تصانیف بھی ہیں جو خود مسلمانوں کے مشنری جذبے کے مماثل جذبے کی پیداوار ہیں۔ قدیم وضع کی سوانح عمریوں میں گلزار محمدی ﷺ، اوصاف محمدی ﷺ، تواریخ احمدی ﷺ، اور سوانح عمری محمد ﷺ وغیرہ کے نام آتے ہیں۔ ان میں سے بعض طویل وبسیط بھی ہیں ان کے مصنفین کسی غیر معمولی استعداد کے مالک معلوم نہیں ہوتے۔[7]

زیر بحث دور اور مذکورہ کتب میں جو قدر مشترک دکھائی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ان سب کتب کا مقصد اولین اظہار عقیدت ہے یعنی ان کتب کی تصنیف وتالیف کا محرک ایک جیسا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مواد وانداز بھی ملتا جلتا ہے۔ اس ضمن میں ان کتب کا بھی حوالہ دیا جاسکتا ہے جو نپے تلے روایتی انداز میں لکھی گئیں۔ جیسے تواریخ حبیب الٰہ ﷺ، سید الاخبار، ضیائے نبوت، اسرار احمدی، تذکرۃ المولی علیہ التحیہ والثناء ﷺ، تاریخ احمدی، ضیاء الابصار، تذکرہ رسول اکبر ﷺ، رؤف الرحیم ﷺ، سیرت نبوی ﷺ، خدا کی رحمت ﷺ، ریاض محمدیہ ﷺ، سیرت محمدی ﷺ، تحفہ فضل، تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ﷺ، سلطنۃ المصطفی فی کل الوری ﷺ، اقامہ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ ﷺ، ہدی الحیران فی نفی الفی عن شمس الاکوان ﷺ، سمع وطاعہ لاحادیث الشفاعہ، القیام المحمود بتنسیخ المقام المحمود ﷺ۔[8]

تواریخ حبیب الٰہ کا تعارف

تیرہویں صدی ہجری کے ربع آخر اور انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں لکھی گئی مفتی عنایت احمد کاکوروی کی کتاب تواریخ حبیب الٰہ اپنے زبان وبیان کے اعتبار سے دور جدید میں داخل ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ ریاض السیر اور فوائد بدریہ میں دکنی لب ولہجہ جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ تواریخ حبیب الٰہ کا اپنا مخصوص نثری آہنگ ہے کہیں کہیں طرز بیان مشکل ہے خصوصاً ان مقامات پر جہاں مصنف نے عربی عبارات کو لفظ بہ لفظ اردو میں منتقل کیا ہے۔ مصنف تواریخ حبیب الٰہ نے غیر ضروری تفصیلات سے احتراز کرتے ہوئے اجمال سے کام لیا ہے۔ اس کتاب کا اسلوب سادہ، سہل اور رواں ہے۔ حبیب الرحمن شیروانی نے استاذ العلماء میں، سلیمان ندوی نے حیات شبلی میں، پروفیسر آفتاب احمد نے تواریخ

---

[7] ۔ سید علی شاہ، ڈاکٹر، اردو میں سوانح نگاری، صفحہ 242

[8] ۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، (مترجم: محمد ایوب قادری)، کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، 1961ء، صفحہ 9

حبیب الٰہ کے تازہ ایڈیشن کے مقدمہ میں، شمس بریلوی نے الخصائص الکبری کے اردو ترجمے کے مقدمہ میں، سید محمد میاں نے علمائے ہند کا شاندار ماضی میں، پروفیسر محمد ایوب قادری نے اپنے مضمون جزائر انڈیمان اور نکو بار Andaman and Nicobar islands میں مسلمانوں کی علمی خدمات میں تواریخ حبیب الٰہ کا ذکر کیا ہے اور کتاب جنگ آزادی میں بھی تواریخ حبیب الٰہ کا سرسری ذکر کیا گیا ہے۔[9]

محمد ایوب قادری نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ مفتی عنایت احمد کاکوروی انڈیمان[10] سے رہا ہو کر آئے تو اپنے ساتھ تین کتابیں لائے جن میں دو کتب تواریخ حبیب الٰہ اور علم الصیغہ شائع ہو کر مقبول عام ہوئیں۔[11] اور محمد ایوب قادری بھی اپنی کتاب جنگ آزادی میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔

اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ (تواریخ حبیب الٰہ) پہلی قابل ذکر کتاب ہے۔[12]

برصغیر پاک وہند میں عربی وفارسی کتب سیرت کے اردو تراجم

اس دور میں عربی اور فارسی مشہور کتب کے تراجم منظر عام پہ آنے لگے اور مغازی وسیر پر لکھی کتب کے اردو میں تراجم ہوئے۔ واقدی کی کتاب المغازی کا ترجمہ سیماب احمد ٹونکی نے شوکت اسلام کے نام سے کیا۔ ابن قیم جوزی کی زاد المعاد کے چند اجزاء کا ترجمہ نواب مصطفی خان شیفتہ نے کیا اس میں احادیث کے پیش نظر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب نسب، ولادت اور نشوونما کے متعلق معلومات دی گئی ہیں۔[13] شاہ ولی اللہ کے مختصر رسالے سرور المحزون کا اردو ترجمہ 1879ء میں منظر عام پہ آیا۔ یہ رسالہ بنیادی طور پر نور العین فی تلخیص سیر الامین والمامون کا خلاصہ ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ

---

[9]۔ خالد، انور محمود، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول، لاہور، حمایت اسلام پریس، 1989ء صفحہ، 330

[10] ۔ خلیج بنگال اور بحیرہ انڈیمان کے درمیان ہندوستان کے جزائر کا گروپ۔ تین بڑے جزائر شمالی انڈیمان، جنوبی انڈیمان اور نکو بار ہیں۔ گروپ کے شمال میں چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ریچی مجموعہ جزائر واقع ہے۔

[11]۔ قادری، محمد ایوب، جزائر انڈیمان اور نکو بار میں مسلمانوں کی علمی خدمات، کراچی، سہ ماہی اردو، 1968ء، صفحہ 63

[12]۔ قادری، محمد ایوب، جنگ آزادی۔ 1857ء، کراچی، پاک اکیڈیمی، 1976ء، صفحہ 447

[13]۔ مولوی، عبدالحق، قاموس الکتب اردو، جلد اول، صفحہ 723

یہ بھی ابن سید الناس کی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر کی تلخیص ہے۔[14]

اور علامہ جمال حسینی نیشاپوری کی مشہور فارسی کتاب روضۃ الاحباب کا اردو میں ترجمہ نولکشور لکھنو سے 1880ء میں شائع ہوا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی عجالہ نافعہ میں اس فارسی کتاب کی افادیت کے متعلق لکھتے ہیں۔

سیرت کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور فی الوقت اگر میر جمال الدین کی کتاب روضۃ الاحباب کا نسخہ صحیحہ مل جائے جو الحاق اور تحریف سے پاک ہو تو اس موضوع پر سب سے بہتر کتاب ہے۔[15] اس اصل کتاب کے دو حصوں پر مشتمل ترجمہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، عجائبات ولادت، ایام رضاعت، واقعہ شق صدر، جوانی، عقد نکاح، نصب حجر اسود، بعثت نبوی ﷺ، ابتدائے وحی، دعوت و تبلیغ، ہجرت، عام الحزن، غزوات، صلح حدیبیہ، عام الوفود، بادشاہوں کے نام خطوط اور آپ ﷺ کی وفات تک کے واقعات سن وار درج ہیں۔

اسی دور میں فارسی کی معرکہ الآراء تصنیف مدارج النبوۃ ﷺ کا اردو ترجمہ منہاج النبوۃ ﷺ کے نام سے خواجہ عبد المجید نے کیا۔ جو دو جلدوں میں 1189ء میں نولکشور لکھنو سے شائع ہوا۔[16] مدارج النبوۃ ﷺ کا اصل ماخذ قسطلانی کی مواہب اللدنیہ ہے۔ تاہم دوسری اہم کتب بھی مآخذ میں شامل ہیں جیسے صحاح ستہ ، سفر السعادۃ، روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ وغیرہ۔ مدارج النبوۃ ﷺ اپنے موضوع پر فقید المثال کتاب ہے۔

اردو ادب کی ترقی میں انگریز مشنریز کا کردار

انیسویں صدی میں انگریز مشنریوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے اردو میں مذہبی کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ 1832ء میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا گیا اور اردو میں قانونی کتابیں لکھی گئیں۔ 1800ء میں

---

[14] ۔ قاموس الکتب اردو، جلد اول، صفحہ 727

[15] ۔ دہلوی، شاہ عبد الحق، فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ، کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، صفحہ 48

[16] ۔ فہرست پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، 1936ء، صفحہ 36

کلکتہ[17] میں فورٹ ولیم کالج[18] قائم ہوا اور اس کے پرنسپل ڈاکٹر جان گلکرسٹ نے اردو ترجمے کا شعبہ قائم کیا۔ فورٹ ولیم کالج نے بیس سال کے عرصے میں لغات، قواعد زبان، تاریخ، داستان، ڈرامہ، اخلاق اور مذہب کے موضوع پر پچاس سے زائد کتب شائع کیں۔[19]

اس دور میں ایسی کتب بھی منظر عام پہ آئیں جو بالواسطہ سیرت سے متعلق ہیں دراصل یہ مخالفین اسلام کے رد میں لکھی گئیں۔ جن کتب کی اشاعت و ترویج میں عیسائی پادری پیش پیش تھے انگریز حکومت کی سرکردگی میں بر عظیم میں آنے والی مشنریز بھی اسی مشن پر عمل پیرا تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ برصغیر پر نہ صرف سیاسی تسلط باقی رکھا جائے بلکہ یہاں کے باشندوں کو عیسائی بنا کر مذہبی اعانت بھی حاصل کی جائے۔ عماد الدین دین اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کا پادری بن گیا جس نے دین عیسوی کی حمایت میں تقریباً چالیس کتابیں لکھیں۔ جیسے تحقیق الایمان، ہدایت المسلمین اور تاریخ محمدی ﷺ وغیرہ کئی کتابیں اسلام کی تردید اور عیسائیت کی حمایت میں لکھیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ زہر آلود تاریخ محمدی ﷺ ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو نشانہ بنایا گیا اور رکیک حملے کیے گئے۔ اس صورت حال نے مناظرانہ صورت حال پیدا کر دی جس کی وجہ سے مناظراتی ادب معرض وجود میں آیا۔ مولانا حالی کا مختصر رسالہ تریاق مسموم ہے جو تحقیق الایمان کا مسکت جواب ہے۔ مولانا حامد حسن قادری اسے حالی کی پہلی کتاب اور ناپید بتاتے ہیں۔[20]

ناپید ہونے والی بات اس لیے درست نہیں کیونکہ اس کے قلمی نسخے کا محمد اسماعیل پانی پتی (1893-1972) نے اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور ڈاکٹر عبدالقیوم نے اسے خود دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔[21] اور پہلی تصنیف

---

[17] ۔ مشرقی ہندوستان میں ایک شہر اور مغربی ریاست بنگال کا دارالحکومت دریائے ہگلی کے کنارے خلیج بنگال سے 100 کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔

[18] ۔ فورٹ ولیم کالج پاک و ہند میں مغربی طرز کا پہلا ادارہ لارڈ ولزلی کے حکم پر 1800ء میں قائم ہوا جس کا مقصد انگریز ملازمین کو بہتر کارکردگی کے لیے تیار کرنا تھا۔ 1799ء میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی سربراہی میں ایک مدرسہ Oriental Seminary قائم ہوا جو فورٹ ولیم کالج کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

[19] ۔ محمود، انور خالد، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول، لاہور، حمایت اسلام پریس، 1989ء، صفحہ 224

[20] ۔ قادری، حامد حسن، داستان تاریخ اردو، کراچی، اردو اکیڈمی، 1966ء، صفحہ 632

[21] ۔ ڈاکٹر عبدالقیوم، حالی کی اردو نثر نگاری، لاہور، مجلس ترقی ادب، 1964ء، صفحہ 725

ہونے کا دعوی بھی اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حالی کی پہلی تصنیف مولود شریف ہے۔[22] تریاق مسموم ایک نامکمل کتاب ہے جسے مصنف بوجوہ مکمل نہ کر سکے۔ محمد اسماعیل پانی پتی[23] نے اپنی کتاب تذکرہ حالی میں بھی اس کے نامکمل ہونے کا ذکر کیا ہے۔[24]

پادری عماد الدین نے تاریخ محمدی کے نام سے جو کتاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی، آفتاب پریس امر تسر سے شائع ہوئی۔ اس کا جواب مولانا الطاف حسین حالی نے تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے کے نام سے لکھا۔ محمد اسماعیل پانی پتی کے بقول مولانا پادری عماد الدین کی کتاب دیکھ کر بہت متاسف ہوئے اور اس کا جواب لکھا۔ ڈاکٹر عبد القیوم اپنی کتاب حالی کی اردو نثر نگاری میں اس کے اسلوب نگارش کے متعلق رقم طراز ہیں۔

اس کتاب کی ابتداء میں شرائط تذکرہ نگاری کا بیان ہے پھر تصنیف و تالیف میں احتیاط کی اہمیت بتائی گئی ہے۔[25]

مولانا الطاف حسین حالی کی تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے کا ایک نمونہ عبارت یہاں حسب ذیل ہے۔

کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس میں اس کے ہم وطن مدت سے ڈوبے ہوئے تھے، خدائے واحد بر حق کی پرستش قائم کرنے میں بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحیں کیں، مثلاً دختر کشی کو موقوف کیا، نشے کے استعمال کی چیزوں کو اور قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہنچتا ہے، منع کیا۔ بہتات سے کثرت ازدواج کا رواج تھا اس کو گھٹا کر محدود کیا، غرض یہ کہ ایسے بڑے مصلح کو ہم فریبی ٹھہرا سکتے ہیں؟ اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص کی تمام کاروائی مکر پر مبنی تھی؟[26]

---

[22] ۔ انور محمود، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول، لاہور، حمایت اسلام پریس، 1989ء، صفحہ 370

[23] ۔ مصنف پانی پت میں پیدا ہوا الطاف حسین کا شاگرد خاص تھا۔ جس نے پانی پت میں ایک بڑے کتب خانے کی بنیاد ڈالی لیکن خصوصیت کے ساتھ حالی کے مکاتیب، تحریروں اور نوادرات کو جمع کیا۔ اہم ترین کام سر سید کی تمام تحریروں کو مقالات سر سید میں جمع کیا جو سولہ جلدوں میں مجلس ترقی ادب نے شائع کی ہے۔

[24] ۔ پانی پتی، محمد اسماعیل، تذکرہ حالی، صفحہ 119

[25] ۔ ڈاکٹر عبد القیوم، حالی کی اردو نثر نگاری، لاہور، مجلس ترقی ادب، صفحہ 78

[26] ۔ حالی، الطاف حسین، تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے، قلمی نسخہ در ملک شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، صفحہ 23

تاریخ محمدی ﷺ کے جواب میں ایک اور معروف و مشہور کتاب منظر عام پہ اسی دور میں آگئی تھی جس دور میں حالی نے اس کا جواب لکھا تھا اور وہ کتاب ہے مولوی چراغ علی کی تعلیقات جو 1872ء میں لکھنو سے شائع ہوئی۔ تاریخ داستان اردو میں اس کے متعلق درج ہے۔

یہ رسالہ مولوی چراغ علی کی سب سے پہلی تالیف ہے۔[27]

مولوی چراغ علی کی دو کتب انگلش زبان میں بھی ہیں جن کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے لیکن Muhammad The True Prophet کا ترجمہ اردو میں نہیں ہے۔ Critical Exposition of the Popular Jehad کا ترجمہ تحقیق جہاد کے نام سے ہوا اور Proposed Political Legal and Social Reforms under the Muslim Rule کا ترجمہ اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام کے نام سے ہوا ہے۔[28]

تحقیق جہاد میں مولوی چراغ علی نے ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام جنگیں جارحانہ نہیں بلکہ مدافعانہ تھیں اور اسلام صرف مدافعت کے لیے جہاد کو جائز قرار دیتا ہے۔[29]

اور اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام میں پادری ریونڈ مائیکل کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اسلام انسانی ترقی سے مانع ہے۔[30]

دراصل ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کے بعد اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر تینوں اطراف سے حملے ہوئے۔ پہلا حملہ عیسائی مشنریوں کی طرف سے جو تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ دوسرا ہندوؤں کی طرف سے جو آریہ سماج[31] نے کیا جنھوں نے سات سو سالہ غلامی کا بدلہ چکانے کے لیے بانی اسلام ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا اور تیسرا حملہ یورپی علوم و فنون کی شکل میں ہوا جس سے جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ اس مناظرانہ پس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

---

[27] ۔ قادری، حامد حسن، داستان تاریخ اردو، کراچی، اردو اکیڈمی، 1966ء، صفحہ 439

[28] ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، س۔ن صفحہ 70

[29] ۔ شیخ، محمد اکرام، موج کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، صفحہ 168

[30] ۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد نہم، اردو ادب، مقالہ دوسرے مصنفین از ڈاکٹر عبید اللہ خان، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، صفحہ 21

[31] ۔ لفظی مطلب قدیم اشراف کا سماج 1875ء میں سوامی دیانند سرسوتی کا قائم کردہ ہندو مذہبی فرقہ۔

مسلمانوں کو ہندوؤں کی مذہبی یلغاروں سے کچھ زیادہ خطرہ نہیں تھا، اسی طرح شاید عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں سے بھی عموماً مسلمانوں پر کچھ اثر نہ پڑتا تھا مگر اسلام کے لیے سب سے زیادہ خطرناک آزمائش وہ تھی جو انیسویں صدی میں یورپ کے علمی افکار کی صورت میں ہندوستان پر نازل ہوئی۔ ہندوستان میں ان مغربی افکار کی اشاعت سے اسلام کو حقیقی خطرات سے دوچار ہونا پڑا۔[32]

مولوی چراغ علی اور حالی(1837-1941) [33] کے علاوہ پادریوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والوں میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولوی آل حسن، مولوی سید ناصر الدین، مولوی منصور علی دہلوی، مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا محمد علی مونگیری شامل ہیں۔[34] قدرت نے یورپ کے علمی افکار کا مقابلہ کرنے کے لیے ہندوستان میں بھی اسباب پیدا کیے لیکن دوسرے دونوں محاذوں کے مقابلے میں یہ محاذ قدرے پیچیدہ اور گنجلک تھا۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ یورپ کی نئی نئی سائنس اور قوانین فطرت کے نئے نئے انکشافات نے جو شبہات پیدا کیے ان کا اصلی جواب تو وہ علماء دے سکتے تھے جو ہمارے قدیم متکلمین کی طرح قدیم فلسفہ کے ماہر تھے اس زمانے کے نئے علوم اور نئی تحقیقات سے واقف ہوتے، مگر مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے مصداق انہی لوگوں میں سے جو گو نیم عالم تھے لیکن انگریزوں سے دن رات ملتے تھے اور ان کے علوم و خیالات سے کچھ کچھ واقف تھے، سرسید، چراغ علی اور مولوی کرامت علی جون پوری وغیرہ چند ایسے اشخاص کھڑے کیے گئے جنھوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس فرض کو ادا کرنا چاہا اور ان سے بہتوں کو ایک معنی میں فائدہ بھی پہنچا، لیکن وہ باقاعدہ عالم نہ تھے اور نہ علماء حق کی صحبتوں سے مستفید تھے انہوں نے اپنے کاموں میں جگہ جگہ غلطیاں کیں اور ایسی تاویلوں کے شکار ہوئے جو حقیقت سے بامراحل دور تھیں۔[35]

---

[32]۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، س۔ن، صفحہ:20

[33]۔ اردو زبان کا نقاد اور شاعر پانی پت میں پیدا ہوا۔ باپ کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ اردو نثر میں سوانح نگاری اور مغربی طرز تنقید کا آغاز بھی حالی نے کیا۔ مشہور تصانیف مدوجزر اسلام، حیات جاوید، حیات سعدی، یادگار غالب اور مقدمہ شعر و شاعری ہیں۔

[34] ۔ سید فیاض محمود، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد نہم، صفحہ 31

[35] ۔ندوی، سید سلیمان، حیات شبلی، اعظم گڑھ، مطبع معارف، صفحہ 15۔

مناظرانہ اسلوب پر مبنی کتب سیرت

مناظرانہ کتب سیرت یوں تو کئی علماء نے لکھی ہیں لیکن یورپی مصنفین کو ان کے طرز تحریر میں جواب دینے میں سرسید کا ثانی نہیں ہے۔ان کی کتاب خطبات احمدیہ ان مستشرقین کا جواب ہے جنھوں نے بڑی عیاری سے مسلمانوں کی امہات کتب سیرت سے اپنے من پسند مطالب اخذ کیے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ خطبات احمدیہ کا پورا نام خطبات ا لاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ ہے۔اس کے علاوہ مناظرانہ اسلوب پر مبنی کتب سید امیر علی نے بھی لکھی ہیں اگرچہ ان کی اکثر کتب انگریزی میں ہیں تاہم ان کے اردو تراجم آ چکے ہیں۔ جو حیات جاوداں ان کی کتاب سپرٹ آف اسلام نے پائی ہے وہ باقیوں کے حصے میں نہیں آئی۔اس کتاب کا پہلا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے بارے میں ہے۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مستشرق W.B. Smith نے اپنی کتاب ماڈرن اسلام ان انڈیا میں لکھا۔

اسلام کی اس سے بہتر تصویر کھینچنا ناممکن ہے اور جو کچھ اسلام کے حق میں کہا جا سکتا تھا امیر علی نے کہہ دیا[36]

شیخ محمد اکرام بھی اس کتاب کی تعریف میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔ ''یہ صحیح ہے کہ آج تک اس موضوع پر اس پائے کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور جہاں تک اسلام اور دوسرے مذاہب کے موازنے اور اسلام کے خلاف اعتراضات کا تعلق ہے اس سے زیادہ جامع اور مدلل کتاب آج تک نہ کسی عرب نے لکھی ہے، نہ ترک نے، نہ مصری نے اور سید امیر علی کا یہ علمی کارنامہ ایسا ہے جس پر برصغیر کے تمام مسلمان فخر کر سکتے ہیں۔[37]

اس کے علاوہ اس دور میں انگریزی کی بعض کتب کے کلی اور بعض کے جزوی ترجمے کیے گئے ، یہ ایسی انگریزی کتب تھیں جو کلی طور پہ پیغمبر اسلام ﷺ کی حمایت میں تھیں یا جزوی طور پر ان کا غالب حصہ اسلام کے حق میں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اٹھارہویں صدی عیسویں تک یورپی مصنفین اور نام نہاد مؤرخین کی آنکھیں تعصب نے

[36] W.C. Smith , Modern Islam in India , Lahore, Ripon Printing Press,1647, P : 5

[37] ۔ محمد اکرام، شیخ، موج کوثر، لاہور، ادرہ ثقافت اسلامیہ، صفحہ 174

خیرہ رکھیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو حتی الامکان مسخ کرنے کی کوشش کرتے رہے تاکہ اسلام کے اثرات سے عیسائیت کو بچایا جاسکے۔یہ سلسلہ صلیبی جنگوں[38] سے شروع ہوااوراٹھارہویں صدی تک جاری رہا۔

فرانس کا غیر مسلم دانشور Henry de Castrie اسلام کی حقانیت کے متعلق لکھتا ہے۔

All those stories and songs about Islam that were popular in the Middle Ages , we do not understand what Muslims would say after hearing? All these poems are full of malice and haterd due to the ignorance of the religion of the Muslims, the mistakes and misgivings about Islam that have persisted till today are due to the same ancient traditions. Every Christian poet considered Muslims as polytheists and idolaters and according to their degrees their three gods were recognized as Mahom or Mahon or Mahomed and Aplin and the third Termagon.[39]

اسلام کے متعلق وہ تمام قصص اور گیت جو قرون وسطی میں رائج تھے، ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمان ان کو سن کر کیا کہیں گے ؟ یہ تمام نظمیں مسلمانوں کے مذہب کی ناواقفیت کی وجہ سے بغض وعداوت سے بھری ہوئی ہیں۔جو غلطیاں اور بدگمانیاں اسلام کے متعلق آج تک قائم ہیں ان کا باعث وہی قدیم معلومات ہیں۔ہر مسیحی شاعر مسلمانوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتا تھا اور حسب ترتیب درجات ان کے تین خدا تسلیم کیے جاتے تھے۔ماہوم یا ماہون یا ماہو میڈ اور اپلین اور تیسرا ٹرماگان۔عیسائیوں میں مسلمانوں کی بت پرستی کی یہ روایت اتنی مشہور تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ Mawmet کا لفظ بت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔فرانسس بیکن[40] نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائی قرار دیتا ہے بلکہ اپنے مقالے عزم و استقلال میں یہ مضحکہ خیز روایت نقل کرتا ہے۔

Mawmet assured the people that they would call upon a mountain and it would come to him. The people gathered, he asked the hill to come to him , they kept calling and when the hill remained in its place , he did

---

[38] ۔ صلیبی جنگیں ارض مقدس کو مسلمانوں سے واپس لینے کی خاطر مغربی یورپی عیسائیوں کی جانب سے شروع کی گئی جنگیں۔ان کا آغاز 1096ء اور اختتام تیرہویں صدی کے اواخر میں ہوا۔

[39] Dr. Henry Stubbe. An Account of the Rise and Progress of Mahometanism with the Life of Mahomet, Lahore , 1975, Page No : 217

[40]۔ فرانسس بیکن انگریز وکیل اور فلسفی تھا جس نے اپنی کتاب The advancement of learning میں علوم کی نئی جماعت بندی کی۔

not shy away , they said, " if the hill cannot come to Mawmet, then Mawmet can go to the hill. [41]

محمد (ﷺ) نے لوگوں کو یقین دلایا کہ وہ ایک پہاڑی کو بلائیں گے اور وہ ان کے پاس چلی آئے گی۔ لوگ جمع ہوئے، محمد (ﷺ) نے پہاڑی کو اپنے پاس آنے کو کہا، وہ بار بار پکارتے رہے اور جب پہاڑی اپنی جگہ کھڑی رہی تو ذرا بھی نہ شرمائے، انہوں نے کہا اگر پہاڑی محمد (ﷺ) کے پاس نہیں آسکتی تو محمد (ﷺ) تو پہاڑی تک جا سکتے ہیں۔[42]

اسی طرح عبد المسیح ابن اسحاق الکندی نے جو ایک مشرقی عیسائی تھا ایک ہسپانوی مسلمان کی دعوت اسلام سے مشتعل ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قاتل کی حیثیت سے پیش کیا۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابوت زمین و آسمان کے خلا میں معلق ہے اور لوگوں نے اس پر یقین کر لیا۔ گیارہویں صدی عیسوی میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف معاندانہ، مناظرانہ اور مجادلانہ کتب باقاعدگی سے لکھی جانے لگیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسی کتب بھی لکھی گئیں جن کو غیر جانبداری کی مثال قرار دیا جا سکتا ہے، مثلاً کرائسٹ چرچ آکسفورڈ ڈاکٹر ہنری سٹب Henry Stubbe کی تصنیف The Rise and Progress of Mahometanism with the Life of Mahomet ہے۔ ڈاکٹر ہنری سٹب یہودیت، عیسائیت اور اسلام پر قلم اٹھانے والے تمام مؤرخین سے واقف ہے۔ جس نے مذہبی تعصب کا سہارا لیے بغیر اسلام کا بنظر غائر مطالعہ کیا، ہنری سٹب آنحضرت ﷺ کو حضرت داؤد[43] جیسا حکمران پیغمبر قرار دیتا ہے۔ جن کی زندگی میں کار سیاست بھی اتنا ہی اہم تھا جتنا منصب نبوت، اسلام کے تلوار کے زور پر پھیلائے جانے کے الزام کی تردید کرتا ہے۔

---

[41] ۔ حتی، فلپ کے، اسلام اور محمد، مغربی لٹریچر میں، (مترجم: وحید الدین خان)، محدث رسول مقبول نمبر، صفحہ 336

[42] ۔ Works of Francis Bsacon. London , 1829, vol 2 , Page No : 274

[43] ۔ آپ علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے داؤد بن ایشا بن عوید بن عابر بن سلمون بن نحشون بن عویناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا بن حضرت یعقوب بن اسحاق بن حضرت ابراہیم۔ جب طالوت بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے تو انہوں نے اپنے لشکر میں منادی کروادی کہ جو جالوت کو قتل کرے گا میں اپنی آدھی سلطنت اور بیٹی اس کے نکاح میں دے دوں گا۔ لیکن جب ان کا سامنا جالوت سے ہوا اور اس کے دیو ہیکل سراپے سے خوفزدہ ہو گئے۔ لیکن داود علیہ السلام نے عمر میں سب سے چھوٹا اور بیمار ہونے کے باوجود یہ پیشکش قبول کر لیا اور گوپھن ہاتھ میں لیے جالوت کے سامنے آگئے اور اس کی پیشانی پر دے ماری جو آر پار ہو گئی اور وہ مر گیا۔

تاہم سترہویں صدی عیسوی کے دیگر یورپی مصنفین کی طرح اس کی کتاب بھی غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ مثلاً اس نے حضرت خدیجۃ الکبری[44] رضی اللہ عنہا (متوفی 619) کا وطن شام بتایا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر اور عثمان کو ابو بکر رضی اللہ عنہم کی کمان میں عیسائی فوج کے سپاہیوں کی حیثیت سے لڑتے دکھایا ہے۔ اسی طرح کی کیفیت انگریز پادری Linklot Addison کی ہے جس نے 1679ء میں اپنی کتاب میں ان من گھڑت واقعات کو الگ کرنے کی کوشش کی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار سے وابستہ ہو گئے تھے۔ تاہم اس قسم کی رواداری کی مثالیں استثنائی ہیں کیونکہ 1829ء تک جب Charles Foster کی کتاب Mahometanism Unveiled شائع ہوئی اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا رہا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں زیادہ رواداری کا نقطہ نظر پیدا ہوا اور انیسویں صدی کے نصف آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلام کے عقائد تاریخی روشنی میں آنے شروع ہو گئے جس کا سبب ویل Weil، کوسن ڈی پرسیوال Caussin de Percewal، پرنس کائتانی Prince Caetani، نولڈیکی Noldeke، کراہل Krehl، اسپرنگر Sprenger، ولیم میور William Miur، اور وان کریمر Von Kremer جیسے لوگ بنے۔ تاہم ان میں بھی ایسے افراد ہیں جن میں قدیم متعصبانہ رجحانات کے آثار پائے جاتے ہیں۔[45]

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ اصل تاریخی تصنیفات اور ان کے تراجم کی اشاعت، ممالک اسلامیہ اور یورپ کے تعلقات، مذہبی منافرت کی کمی اور آزادانہ تحقیقات کی خواہش، ان تمام چیزوں نے یورپ میں مصنفین تاریخ اسلام اور سوانح نگاران پیغمبر عرب ﷺ کا ایک کثیر التعداد گروہ پیدا کر دیا۔[46]

اسی پس منظر کو واضح کرتے ہوئے فلپ ہٹی (1886-1978) نے لکھا۔

The attitude of essayists and historians was better than that of religious and scholars, storytellers and poets regarding Mawmet the Koran and Islam.

---

[44] ۔ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا پیغمبر اسلام ﷺ کی پہلی زوجہ۔ بیشتر ذرائع کے مطابق حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت حضور ﷺ کی عمر پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے شادی کے دن ایک غلام آپ ﷺ کو تحفے میں دیا جو آزاد کیے جانے کے بعد بھی اپنے آقا ﷺ کے پاس رہا۔

[45] ۔ ڈاکٹر برکت علی، قرون وسطی کے یورپین مصنفین اور بانی اسلام، صفحہ 15

[46] ۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، مقدمہ، جلد اول، صفحہ 9

محمد ﷺ ، قرآن اور اسلام کے بارے میں مذہبی عالموں، حکایت نویسوں اور شاعروں کی بنسبت مقالہ نگاروں اور مؤرخوں کا رویہ بہتر رہا۔

سائمن آکلے Simon Oakley اگرچہ رسول اکرم ﷺ کے لیے Imposter کا لفظ استعمال کرتا ہے مگر مخصوص تاریخی واقعات میں اس نے راست گوئی سے کام لیا ہے۔[47]

اسلامی کلچر کے بارے میں مغربی علماء کے بدلے ہوئے نقطہ نظر کا آغاز فرانسیسی پروفیسر زنے کیا تھا جو انیسویں صدی کے وسط تک واضح ہو گیا۔ کارلائل کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبرانہ ہیرو کے لیے منتخب کرنا یک وقت نئے رجحان کی طرف اشارہ ہے۔ بوسورتھ اسمتھ نے لکھا۔

Make a large deduction as we will on the score of Carlyle's peculiar views on Heroes and Hero- worship , How many of us can recall the shock of surprise , the epoch in our intellectual and religious life , when we found that he chose for his Hero as Prophet , not Moses, or Elijah , or Isaiah , but the so called imposter Muhammad ! [48]

مولانا شبلی نعمانی نے انیسویں صدی کے آغاز سے بیسویں صدی کے آخر تک مغربی مصنفین کی ایک فہرست تیار کی ہے جنھوں نے بطور خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انگلش میں تصانیف لکھیں ، شبلی نے یہ فہرست بوسورتھ سمتھ R . Bosworth Smith کی کتاب محمد اینڈ محمڈنزم سندھ ساگر اکیڈمی لاہور کے آخر میں درج کتابیات کو پیش نظر رکھ کر تیار کی۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو سیرت پر قابل قدر کام کرنے کے باوجود شبلی کی اس فہرست میں جگہ نہ پا سکے۔[49]

سولھویں، سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے وہ مستشرقین جنھوں نے عربی کتب کا یورپی زبانوں میں ترجمہ کیا یا یورپی زبان میں اسلام کے متعلق لکھا۔ جیسے ارپی نیوس Arpi Nevis، ایڈورڈ پوکاک Edward Pocock، ہاٹنجر Hottinger، سر والٹر ریلے Walter Raleigh، تھامس نیوٹن Thomas Newton، ہنری سمتھ Henry Smith اور ایڈورڈ گبن Edward Gibbon وغیرہ۔ سر والٹر ریلے نے A remarkable history of the Arabs، ہنری سمتھ Henry Smith نے دہریت

---

[47] ہیکل، محمد حسین، حیات محمد، (مترجم: محمد وارث کامل) صفحہ 15

[48] R . Bosworth Smith , Muhammad and Muhammadanism , Page No : 59

[49]- Hitti , Philip Khuri , Islam and Muhammad in Western Literature , Translator : Wahid ud din , Lahore , Muhaddis rasul maqbul number , Page No : 341

اور لا مذہبیت کے خلاف Arrow of God لکھی جس کا ایک باب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں ہے۔ Edward Gibbon نے بھی اپنی کتاب Decline and Fall of the Roman Empire میں اسلام کے عروج کا ہمدردانہ طور پر ذکر کیا ہے۔

یوں اردو ادب سیرت کے ارتقاء کا یہ سفر لحظہ بہ لحظہ منزل مراد کی طرف گامزن رہا۔ خدا نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شان محبوبی دنیا پہ ظاہر و باہر فرما دی اور ورفعنا لک ذکرک کا وعدہ لا یخلف المیعاد کی روشنی میں پورا ہو گیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License